پروفیسر عزیزاللہ

اسلامی ریاست کی معاشی زندگی میں احتسابی ادارے کا کردار

اسلامی ریاست کے فرائض میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر، اپنے شہریوں کی اسلامی تعلیم و تربیت، دفاع تبلیغ، جہاد اور ملک میں عدل و قسط اور امن و امان کے قیام کے ذریعہ سے شہریوں کے جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ کرنا شامل ہے۔

اسلامی ریاست کی معاشی ذمہ داریوں میں کفالت عامہ، معاشی ترقی کا اہتمام اور تقسیم دولت میں پائے جانے والے تفاوت کو کم کرنا شامل ہے۔ کفالت عامہ سے مراد یہ ہے کہ دارالاسلام کی حدود کے اندر بسنے والے ہر انسان کی بنیادی ضروریات زندگی کی تکمیل کی جائے۔ یہ اہتمام اس درجہ تک ہونا چاہیے کہ کوئی فرد ان ضروریات سے محروم نہ رہے۔ ان بنیادی ضروریات میں غذا، لباس، مکان، اور علاج لازماً شامل ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

۱. "مامن عبد یستر عیه الله رعیه فلم یحطها بنصیحه لم یجد رائحه الجنه"(۱)

ترجمہ: جس بندہ کو خدا نے کسی رعایا کا حکمران بنایا اور اس نے اس کے ساتھ پوری خیر خواہی نہ برتی وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکے گا۔

۲. ما من امیریلی امر المسلمین ثم لا یجهد لهم وینصح الا لم ید خل معهم الجنه(۲)

ترجمہ: جو امیر مسلمانوں کے امور کا نگران ہو اور پھر ان (کی بھلائی) کے لیے محنت نہ کرے اور انکی خیر خواہی نہ کرے وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہوگا

۳. الله و رسوله مولیٰ من لا مولیٰ له (۳) ترجمہ: جس کا کوئی سرپرست نہ ہو اس کا سرپرست اللہ اور اس کا رسول ہے۔

۴. السلطان ولی من لا ولی له (۴) ترجمہ: جس کا کوئی سرپرست نہ ہو اس کی سرپرست حکومت ہے

ریاست کی کفالت کی مثالیں صدر اسلام میں:

کفالت عامہ کے فریضہ کی عملاً انجام دہی کی متعدد مثالیں حضرت عمرؓ بن خطاب کے دور خلافت میں ملتی ہیں جب آپ شام تشریف لے گئے تو حضرت بلالؓ نے بڑے موثر انداز میں آپ کو یہ بتایا کہ عوام بھوک سے پریشان ہیں آپؓ نے فوراً مقامی حکام کو حکم دیا کہ ہر مسلمان کے لیے بقدر کفالت غذائی اجناس فراہم کریں(۵)

کلبی روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت عمرؓ اپنی چادر میں کنکریاں بھر کر اپنے سر کے نیچے رکھے مسجد میں سو رہے تھے کہ ایک پکارنے والے نے "یا عمر"، "یا عمر" پکارنا شروع کیا۔ آپؓ چونک کر اٹھے اور آواز کی سمت میں دوڑ پڑے۔ دیکھا کہ ایک اعرابی اپنے اونٹ کی نکیل تھامے کھڑا ہے اور اس کے گرد لوگ جمع ہو گئے۔ ہیں جب اس نے حضرت عمرؓ کو دیکھا تو لوگوں نے اسے بتایا کہ یہی امیر المومنین ہیں۔ حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ تجھے

کس نے ستایا۔ آپؓ نے سمجھا کہ وہ کوئی ستم رسیدہ ہے۔ وہ اٹھ کر (اپنا حال) بیان کرنے لگا۔ چند اشعار پیش کیے جن میں قحط کی شکایت کی۔ حضرت عمرؓ اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر چیخے "ہائے عمر! ہائے عمر"! لوگو! تم سمجھے یہ کیا کہہ رہا ہے؟ یہ قحط اور خشک سالی کا ذکر کر رہا ہے۔ عمر شکم سیر ہو کر کھاتا اور پیتا ہے اور مسلمان قحط و مصیبت میں گرفتار ہیں۔! کون ہے جو ان لوگوں کو رسد، کھجوریں اور ان کی ضرورت کی دوسری چیزیں پہنچائے؟ چنانچہ آپؓ نے دو انصاری افراد کو بہت سے اونٹوں کے ساتھ جن پر اجناس اور کھجوریں لدی ہوئی تھیں روانہ کیا۔ وہ یمن گئے اور اپنے ساتھ جو کچھ لے گئے تھے اسے وہاں تقسیم کر دیا(۶)............ یہ بھی سیدنا عمرؓ کا فرمان ہے کہ

لومات جمل ضیاعاً علیٰ شط الفرات لغشیت ان یسئالنی اللّٰہ عنہ(۷)

ترجمہ: اگر ساحل فرات پر کوئی اونٹ بے سہارا مر جائے تو مجھے ڈر ہے کہ اللہ مجھ سے اس کے بارے میں جواب طلب کرے گا۔

احتساب کی اصطلاحی تعریف:

امام غزالی (م ۵۰۵ھ) نے احتساب کی تعریف یوں کی ہے۔

"عبادہ عن اطنع عن منکر لحق اللّٰہ صیامہ للممنوع عن مقا فہ المنکر(۸)

ترجمہ: احتساب سے مراد یہ ہے کہ حقوق اللہ سے متعلق کسی منکر (اور ناپسندیدہ کام کے ارتکاب) سے روکا جائے تاکہ جس کو روکا جارہا ہے وہ اس برائی کے ارتکاب سے باز رہے۔

مشہور شافعی فقیہہ قاضی ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب البصری البغدادی الماوردی (م ۴۵۰ھ) اور اسی زمانہ کے ایک اور مشہور حنبلی فقیہہ قاضی ابو یعلیٰ محمد بن الحسین الفرا(م ۴۵۸ھ) نے احتساب کی تعریف یہ کی ہے۔

"ھو امر بالمعروف اذا ظھر ترکہ ونھی عن المنکر اذا ظھر فعلہ" (۹)

ترجمہ: احتساب سے مراد اچھائی کا حکم دینا جب اس کو چھوڑ دینا عام ہو جائے اور کھلم کھلا اس کو چھوڑا جانے لگے اور برائی سے روکنا جبکہ اس کو کھلم کھلا کیا جانے لگے۔

احتساب صدر اسلام میں:

سرکاری سطح پر اس اہم کام کی ضرورت اسلامی ریاست کے روز آغاز ہی سے محسوس کر لی گئی تھی۔ جب تک اسلامی ریاست مدینہ تک محدود رہی اس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس اس کام کو انجام دیا کرتے تھے اس مقصد کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وقتاً فوقتاً بازار کا چکر لگاتے اور کوئی غلط کام دیکھتے تو فوراً متنبہ فرماتے اور اس کی اصلاح کرتے۔

مشہور واقعہ ہے جس کو امام مسلم نے حضرت ابوھریرہ کے حوالہ سے روایت کیا ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی غرض سے بازار کا معائنہ فرمانے کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں ایک صاحب گندم فروخت کر رہے تھے۔ اور گندم کا ڈھیر سامنے لگا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گندم کے ڈھیر میں دست مبارک ڈالا تو نیچے سے گیلا گندم نکلا اور انگلیوں کو تری محسوس ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گندم والے، یہ کیا؟ ان

صاحب نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ بارش میں بھیگ گیا تھا، فرمایا، اس گیلے گندم کو اوپر کیوں نہیں رکھا؟ جواب دیا: یارسول اللہ! پھر کون خریدتا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے، یادرکھو! جو شخص اس طرح کی ہیرا پھیری یا دھوکا بازی کرے وہ ہم میں سے نہیں۔(۱۰)

اس حدیث مبارک کی شرح کرتے ہوئے علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ "غش" (ہیرا پھری، دھوکا بازی، ملاوٹ) کے مفہوم میں یہ چیزیں بھی شامل ہیں۔

۱۔ سودا فروخت کرتے وقت اس کا عیب چھپانا
۲۔ جو سودا دکھایا وہ نہ دینا اور اس کی بجائے کوئی اور سودا دے دینا
۳۔ ہوٹلوں کے کھانوں میں عام معیار سے کم درجہ کا سامان استعمال کرنا
۴۔ کھوٹے سکے بنانا اور چلانے کی کوشش کرنا
۵۔ عطریات میں ملاوٹ کرنا
۶۔ کیمیاوی طریقوں سے مصنوعی سونا یا چاندی بنانا وغیرہ وغیرہ (۱۱)

مدینہ کی اسلامی ریاست میں، عام اخلاق کی نگہداشت اور اسلامی اقدار کی ترویج کے لئے کئی اقدامات کئے گئے۔ مدینہ کے دو حسین و جمیل نوجوانوں نصر بن الحجاج اور ابو ذئب کو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بنا پر مدینہ سے شہر بدر کر دیا کہ شہر کی بعض نوجوان خواتین میں ان کے حسن وجمال اور مردانہ وجاہت کے چرچے ہونے لگے تھے اور خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ یہ دونوں مل کر کوئی گل نہ کھلادیں (۱۲)

ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دودھ میں پانی ملا کر فروخت کر رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور محتسب اعلیٰ فوراً کارروائی کی اور اس کا وہ سارا دودھ ضبط کر کے ضائع کر دیا (۱۳)

ایک بار ایک شخص نے آپ کی سرکاری مہر کا جعلی ٹھپہ تیار کیا اور اس کی مدد سے فرضی حکم لے کر بیت المال سے کچھ رقم لے لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل تین روز تک اس شخص کو سو سو کوڑے لگوائے۔(۱۴)

لیکن ان سب اقدامات کے باوجود آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس فرمایا کہ دوسری بے پناہ مصروفیات کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اس کام پر شاید پوری توجہ نہیں دے پائیں گے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں بھی باقاعدہ محتسبین مقرر کر دیے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود الھذلی کو مدینہ (اور علیٰ ھذا پوری اسلامی ریاست) کا محتسب اعلیٰ اور حضرت سائب بن یزید کو نائب محتسب اعلیٰ مقرر فرمایا۔(۱۵)

صدر اسلام میں محتسبین کے اسماء گرامی:

یہاں اسلام کے ان نمایاں فقہا و صلحاء کے اسماء گرامی کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جنہوں نے مختلف زمانوں اور مختلف علاقوں میں احتساب کی ذمہ داری سنبھالی۔ اس فہرست کے تقریباً نصف نام ایک سعودی مؤلف کی کتاب سے ماخوذ ہیں۔(۱۶)

۱۔ حضرت عمر فاروقؓ مدینہ منورہ (عہد نبوی)
۲۔ حضرت سعید بن العاصؓ مکہ مکرمہ (عہد نبوی)
۳۔ حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعودؓ مدینہ منورہ (عہد فاروقی)
۴۔ حضرت سائب بن یزیدؓ مدینہ منورہ (عہد فاروقی)

۵- امام نافع بن عبد الرحمن (امام تجوید و قرآت)	بغداد	(عہد عباسی خلیفہ ہادی کے دور میں)
۶- قاضی عبد الجبار	بغداد	(عہد عباسی خلیفہ مہدی کے دور میں)
۷- قاضی ابراھیم بن محمد بن علی بن بطحا التمیمی	بغداد	(عہد عباسی قاہر باللہ کے دور میں)
۸- ابوسعید الاصطخری	بغداد	(عہد عباسی قاہر باللہ کے دور میں)
۹- ابوجعفر بن الخرقی	بغداد	(عہد عباسی مقتدی بامر اللہ کے دور میں)
۱۰- قاضی ابوالقاسم الزینبی	بغداد	(عہد مسترشد باللہ کے دور میں)
۱۱- قاضی محی الدین محمد بن فضلان	بغداد	(عہد ناصر الدین اللہ کے دور میں)
۱۲- قاضی ضیاء الدین سنامی	دہلی	(عہد تغلق)
۱۳- میر زاہد ہروی	دہلی	(عہد اورنگزیب)

ریاست کی آمدنی کے ذرائع اور احتساب:

ریاست کی آمدنی کے ذرائع مندرجہ ذیل ہیں۔

۱- عشر، ۲- خراج، ۳- جزیہ، ۴- زکواۃ، ۵- صدقات، ۶- فئی، ۷- خمس،
۸- ضرائب، ۹- کراء الارض، ۱۰- عشور، ۱۱- وقف، ۱۲- اموالِ فاضلہ

مسلمانوں کی مملوکہ اراضی کے ایک بڑے حصہ کی سالانہ مال گزاری "عشر کہلاتی ہے۔ اور ذمیوں کی اراضی کی سالانہ مال گزاری کا نام "خراج" ہے۔ اسی طرح سرکاری اراضی کی آمدنی "کراء الارض" (لگان) کے نام سے موسوم ہے اور مسلمانوں کے اموال نقود، اموال تجارت اور بہائم (جانوروں) کے ریوڑ پر عائد شدہ مقررہ ٹیکس کو "زکوٰۃ" اور غیر مقررہ کو "صدقات" کہا جاتا ہے۔ اور ذمیوں پر سالانہ مقررہ ٹیکس کو "جزیہ" کہتے ہیں۔ اور بغیر جنگ کے حاصل شدہ مال غنیمت کو "فئی" کہا جاتا ہے۔ اور جنگ کے ذریعے حاصل شدہ مال، مالِ غنیمت کا مقرر حصہ، معدنیات اور "رکاز" (پوشیدہ خزانہ) کی مقررہ رقم "خمس" کے عنوان سے معنون ہے۔ مستامن حربی (پناہ گاہ فریق جنگ) یا ذمی یا مسلمان کے اموالِ تجارت کی درآمد و برآمد کے محصول (ڈیوٹی) کو "عشور" کہتے ہیں۔ رفاہ عامہ اور وقتی ضروریات کے لئے عائد شدہ ٹیکسوں کا نام "ضرائب" ہے۔ سرکاری معدنیات اور متفرق آمدنی کو "اموال فاضلہ" کہا جاتا ہے۔ اور مذہبی اوقاف کی آمدنی "وقف" سے موسوم ہے۔ (۱۷)

ارتکاز دولت میں احتسابی عمل:

جب سمگلنگ، کالے دھن، سود اور حرام و ممنوع اشیاء کی خرید و فروخت کے ذریعہ سے ارتکاز دولت ہو تو احتسابی عمل کے ذریعہ سے مال ضبط کیا جا سکتا ہے مثلاً ایک ذمی نے اہل ذمہ سے کئے ہوئے معاہدہ کی شرائط کے خلاف ورزی کرتے ہوئے شراب کی تجارت کی تو حضرت عمرؓ نے اس کے سارے مویشی ضبط کر لینے کا حکم دے دیا:
حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا کہ سواد کے ایک آدمی نے شراب کی تجارت کر کے خوب دولت کمائی ہے تو آپ نے لکھ بھیجا کہ اس کا جو سامان تمہارے ہاتھ لگے اس کو توڑ ڈالو اور اس کے سارے مویشی (ضبط) کر کے ہنکا لاؤ اور کوئی آدمی

اسے کسی طرح کی پناہ نہ دے (۱۸) حضرت عمر کے حکم سے ایک مسلمان کا گھر اس لئے جلا دیا گیا تھا کہ اس میں شراب کی دوکان تھی۔

عن ابن عمر قال وجد عمر فی بیت رجل من ثقیف شراباً فامر بۃ فاحرق و کان یقال لہ رویشد فقال انت فویسق (۱۹)

ترجمہ: "ابن عمر راوی ہیں کہ حضرت عمر نے ثقیف کے ایک آدمی کے گھر میں شراب پائی تو آپ کے حکم سے اس کا گھر جلا دیا گیا۔ اس آدمی کا نام رویشد (یعنی نیک) تھا تو آپ نے کہا کہ تو فویسق (برا) ہے" اس بنا پر ابن تیمیہ نے فتویٰ دیا ہے کہ "جو مسلمان شراب کی تجارت کرے اس کی دوکان میں آگ لگا دی جائے" (۲۰) اسی طرح حضرت علیؓ نے ایک بستی کو جلا دیا تھا۔ کیونکہ اس میں اہل ذمہ، معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے، شراب کا کاروبار کرتے تھے۔ (۲۱) "فقہ" میں احتکار سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص "غلہ" وغیرہ کو بہت بڑی مقدار میں اس لئے خریدے کہ بازار گراں ہو جائے اور پبلک میں اس چیز کی مانگ کا "مرکز" صرف وہی بن جائے اور پبلک اس کے مقررہ نرخ پر مجبور ہو جائے۔ (۲۲)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احتکر فھو خاطیٔ وفی رایتہ الحتکر ملعون (۲۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احتکار کرنے والا خطا کار ہے اور ایک جگہ فرمایا کہ اس پر خدا کی پھٹکار ہے"۔

ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ......... بعض شدید معاشی جرائم کی سزا میں بھی مال تلف کیا جا سکتا ہے۔ اور............

مسلمانوں کی ملکیت میں شراب یا خنزیر برآمد ہو یا ایسے بت جن کی پرستش کی جاتی ہو تو ان کو تلف کر دیا جائے گا۔ (۲۴)

حواشی

(۱) "بخاری محمد بن اسماعیل"، "صحیح بخاری" "کتاب الاحکام، باب من استرعی رعیہ فلم ینصح، دار ابن کثیر دمشق ۱۹۸۷ء (۲) "مسند ابی عوانہ" ج ۱، ص ۳۲، دائرہ المعارف۔ حیدر آباد ۱۳۶۲ھ (۳) "امام ترمذی"، "جامع ترمذی"، ابواب الفرائض، باب ماجاء فی میراث المال (۴) "امام ترمذی"، "جامع ترمذی" ابواب النکاح، تاب ماجاء الا نکاح الا بولی (۵) ابو عبید، "کتاب الاموال" ص ۲۶۴۔ (۶) ابن جوزی، "سیرت عمر بن خطاب" ص ۳۷ (۷) محمد ابن سعد طبری" ، ص ۳۰۵ (۸) امام غزالی، "احیاء علوم الدین، ج ۲۔ ص ۳۰۳ طبع قاہرہ (۹) الماوردی، "الاحکام السطانیہ" ص ۲۴۰ طبع قاہرہ ۱۹۶۶ء ابو یعلیٰ، "الاحکام السلطانیہ" ص ۲۸۴ طبع قاہرہ ۱۹۶۲ء (۱۰) امام مسلم، "صحیح مسلم" ج ۲، ص ۱۰۹ (۱۱) امام ابن تیمیہ، "الحسبہ فی الاسلام" ص ۱۱۔ ۱۲ طبع بمطبعۃ المویدو علی نفقتھا، مصر (۱۲) شبلی نعمانی، "الفاروق" ج ۲، ص ۲۶۸ (۱۳) امام ابن تیمیہ، "الحسبۃ فی الاسلام" ص ۴۳۔ طبع بمطبعۃ المویدو علی نفقتھا، مصر (۱۴) امام ابن تیمیہ، "الحسبۃ فی الاسلام" ص ۳۹، طبع بمطبعۃ المویدو علی نفقتھا، مصر۔ (۱۵) "الاستیعاب" لابن عبدالبر، ج ۲، ص ۵۷۶ (۱۶) "نظام الحسبۃ فی الاسلام" ص ۲۹ تا ۵۲۔ الطبع ریاض Z ، بغیر تاریخ۔ (۱۷) حفظ الرحمن سیوہاروی، "اسلام کا اقتصادی نظام"، ادارہ اسلامیات لاہور، ۱۹۸۴ء ص ۱۰۸۔۱۰۹ (۱۸) ابو عبید، "کتاب الاموال" ص ۹۲۔ ۱۰۲۔ (۱۹) ابو عبید، "کتاب الاموال" ص ۹۶ (۲۰) "ابن تیمیہ"، "الحسبۃ فی الاسلام" ص ۴۳ (۲۱) "ابو عبید"، "کتاب الاموال"، ص ۹۶ (۲۲) شوکانی۔ "نیل الاوطار" ج ۲، ص ۱۸۱ (۲۳) طیبی۔ "شرح مشکوٰہ"، "کتاب البیوع، (۲۴) ابن تیمیہ، "الحسبۃ فی الاسلام" ص ۴۳.....۴۷ ۔